قانون ٹارٹ کا فقہِ اسلامی کی روشنی میں جائزہ

An analysis of the Law of Tort in the Light of Islamic Fiqh

ڈاکٹر زینب امین [*]

Abstract:

Tort *law is an umbrella term for laws which cover issues of civil wrongs like defamation, trespassing and the other actions involving violation of law. In case a person has undergone a physical, legal or any economic harm then he can file a suit under the tort law. Torts are civil wrongs recognized by law as grounds for a lawsuit. It is also generally known that tort in Islamic fiqh as "****Jinayet****" . This paper attempts to analys by Islamic law in thel light of the relevant verses for the Qur'an followed by the rules stated in traditions from the Prophet (Peace by on him).* ***Jinayat*** *the part of Shari'a that applies to homicide or physical injury is called jinayat and is based on the pre-Islamic rules of Arab blood feud, as modified by Prophet (Peace be on him). The punishment is either retaliation or blood money (diyat). Retaliation occurs only upon the request of the victim, if alive, or his nearest kin if the victim is dead, and is to be inflicted by victim or kin. In the case of homicide retaliation means death, in the case of injury it means imposing an identical injury. Where retaliation is one of the options, the victim or his closest kinsman may demand blood money instead, or negotiate an out of court settlement. Jinayat, like modern tort law, is based on private action; there is no official responsible for initiating the case.*

ٹارٹ کا قانون عصر حاضر میں مغربی معاشرے میں بہت اہمیت اختیار کر چکا ہے اور اس قانون کے سہارے کئی ایسے پیچیدہ قانونی نکات کا حل نکالا جارہا ہے، جن کے بارے میں وہاں کا مدون قانون خاموش نظر آتا ہے۔ پاکستان میں یہ تصور ابھی تک زیادہ عام نہیں ہو سکا، فقہ اسلامی کی روشنی میں اس قانون کا جائزہ اس مضمون میں لیا جائے جارہا ہے۔ یہ قانون زیادہ تر فقہ اسلامی سے مماثلت رکھتا ہے۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر علوم اسلامیہ، شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور۔

لفظ ٹارٹ ایک لاطینی اصطلاح" ٹارٹم" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ٹیڑھے کے ہیں، مروڑنا۔ انگریزی زبان میں اس لفظ "Tort" کو "Wrong" کے مفہوم میں لیا گیا ہے۔ جس کے معنی غلط، غیر منصفانہ، برا، غیر قانونی، ناجائز، غلطی[1]۔

ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے: " ہر وہ فعل ٹارٹ ہے جس کے سرزد ہونے سے مدعی کو عدالت سے ہرجانہ ملتا ہے[2]۔ اور اسلامی فقہی اصطلاحی میں ٹارٹ کی متبادل اصطلاح" جنایت" ہے۔

قانونی اصطلاح میں ٹارٹ سے مراد ایسا قانون فعل یا ترک فعل ہے جو کسی ایسے فرض کی خلاف ورزی نہ ہو جو معاہدہ کی بنا پر عائد ہو اور جس کے نتیجہ یہ ہو کہ:

۱۔ کسی قطعی حق کی خلاف ورزی ہو، جس کا کوئی دوسرا شخص مستحق ہو، یا

۲۔ دوسرے شخص سے کسی محدود حق کی خلاف ورزی ہو، جس سے اس کو حربہ پہنچے، یا

۳۔ کسی عام حق کی خلاف ورزی ہو اور کسی خاص شخص کو کوئی مادی اور خاص ضرر پہنچے جو اس کے علاوہ ہو، جو عوام کو پہنچا ہو[3]۔

ڈاکٹر سالمنڈ ٹارٹ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: Tort is a civil wrong, independent of contract for which the remedy is an action of damages"[4] یعنی ٹارٹ ایک ایسا بلا معاہدہ ضرر ہے، جس کے خلاف معاوضہ حاصل کرنے کے لیے دعوی دائر کرنے کا چارہ کار حاصل ہوتا ہے۔

برطانیہ کے ضابطہ قانون عامہ" Common Procedure Act 1852 کے مطابق: " ٹارٹ وہ خلاف قانون فعل یا ترک فعل مراد ہے جو معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔

۳۔ مسٹر جسٹس آئین گر (م ۱۹۴۱ء) کا کہنا ہے کہ: " ٹارٹ کی معمولاً یہ تعریف کی جاتی ہے کہ اس سے ایسا خلاف قانون فعل یا ترک فعل مراد ہے جو معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو جو معاہدہ کی بنا پر قائم نہ ہوا ہو"[5]۔

۴۔ مشہور قانون دان سر فریڈرک پولاک[6] (م ۱۹۳۷ء) کے نزدیک: " ٹارٹ سے مراد ایسا فعل یا ترک فعل ہے (جو محض ایسے فرض کی خلاف وزری نہ ہو جو ذاتی تعلق یا معاہدہ کی بنا پر عائد ہو) جس کا مفصلہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر اس حربہ سے تعلق ہو جو کسی معین شخص کو پہنچا ہو:

۱۔ وہ ایسا فعل ہو سکتا ہے جس سے بغیر جائز وجہ یا عذر کے مرتکب فعل کی نیت نقصان پہنچانے کی ہو، جس کی بابت شکایت کی گئی ہو۔

۲۔ وہ ایسا فعل ہو سکتا ہے جو بطور خود خلاف قانون ہو یا کسی معین قانونی فرض کا ترک ہو جس سے ایسا نقصان پہنچانے کی مرتکب فعل یا ترک فعل کی نیت نہ ہو۔

۳۔ وہ ایسا فعل یا ترک فعل ہو سکتا ہے جس سے نقصان پہنچے اور جس سے مرتکب فعل یا ترک فعل کی نیت نقصان پہنچانے کی نہ ہو لیکن اگر وہ مناسب احتیاط سے عمل کرتا تو وہ اس نقصان کو روک سکتا تھا اور اس کو روکنا چاہیے تھا۔

۴۔ خاص صورتوں میں اس سے ایسا نقصان نہ روکنا مراد ہے جس کا روکنا اس شخص پر قطعی طور پر خاص شرائط کے ساتھ لازم ہو۔

فریڈرک پولاک کا یہ بھی کہنا ہے کہ:

عام افعال بے جا ٹارٹ ہیں بشرطیکہ قانون میں اس کا جواز ڈھونڈھا جا سکے[7]۔

۵۔ ایک تعریف یہ ہے: ہر وہ فعل ٹارٹ ہے جس کے سرزد ہونے سے مدعی کو عدالت سے ہرجانہ ملتا ہے"[8]۔

پریوی کونسل نے ٹارٹ کی یہ تعریف کی ہے کہ" اس سے ایسا فعل مراد ہے جس سے مدعی کے قانونی حق پر مضر اثر پڑے"، یعنی ٹارٹ کے لئے یہ لازمی ہے کہ جس فعل کی شکایت کی گئی ہے وہ حالات کے لحاظ سے مدعی کے مقابلہ میں قانوناً ناجائز ہو، یعنی اس سے مدعی کے قانونی حق پر مضر اثر پڑتا ہو۔ محض یہ امر کہ اس سے اس کو نقصان پہنچے کافی نہیں ہے۔

قانون ٹارٹ جن عوامل پر لاگو ہوتا ہے وہ پانچ ہیں: ا۔ خطاء دیوانی، ۲۔ معاشرتی حق کی خلاف ورزی، ۳۔ حق کا قانونی تعین، ۴۔ قانون عامہ کے تحت نالش، ۵۔ دادرسی۔

خطاء دیوانی: Civil Wrong: ٹارٹ کو ایک" دیوانی خطاء" کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً: ایسا کام کرنا جو قانون میں ممنوع ہو، یا ایسا فعل نہ کرنا جس کا قانون میں کرنے کا کہا گیا ہو۔ قانون ٹارٹ کے مطابق کسی معاہدہ کے تحت عائد ہونے والے فرائض یا ذمہ داریوں کی خلاف ورزی پر ٹارٹ کا اطلاق نہیں ہو گا۔

معاشرتی حقوق کی خلاف ورزی ٹارٹ کے زمرے میں آتی ہے اور اس کا اطلاق معاشرتی حقوق پر ہوتا ہے نہ کہ شخصی حقوق کی خلاف ورزی پر۔

فقہ اسلامی میں ٹارٹ:

فقہ اسلامی میں ٹارٹ کے لیے لفظ جنایہ کا استعمال ہوتا ہے جنایت کے اصل معنی درخت سے پھل توڑنے کے ہیں[9]۔

"جنایت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: گناہ کرنا' کسی گناہ کی تلاش کرنا۔ لغت میں جنایہ کے تعریف یوں کی گئی ہے: "الجِنايَةُ الذَّنْبُ والجُرْم وما يَفْعَلُه الإنسانُ مِمَّا يُوجِبُ عليه العقاب أَو القصَاص في الدّنْيا والآخِرَةِ"[10]۔یعنی جنایہ سے مراد گناہ اور جرم ہے جس کے کرنے سے انسان پر اس دنیامیں سزا یا قصاص واجب ہو جاتا ہے اور آخرت میں بھی مستحق عذاب ہوتا ہے۔

مگر فقہاء کے یہاں عام طور پر جنایت کا لفظ دو موقعوں پر استعمال ہوتا ہے' ایک قتل یا انسانی جسم کو جزوی نقصان پہنچانے پر۔ جیسا کہ

امام سرخسی (م ۳۸۳ھ) جنایہ کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: " اعلم بأن الجناية اسم لفعل محرم شرعا سواء حل بمال أو نفس ولكن في لسان الفقهاء يراد بإطلاق اسم الجناية الفعل في النفوس والأطراف فإنهم خصوا الفعل في المال باسم وهو الغصب والعرف غيره في سائر الأسامي ثم الجناية على النفوس نهايتها ما يكون عمدا محضا فإنها من أعظم المحرمات بعد الإشراك بالله تعالى "[11]۔(جنایت نام ہے کسی کے مال یا جان کو حلال سمجھنا لیکن فقہاء کی اصطلاح میں جنایت کا فعل صرف انسان کی جان یا اس کے اعضاء سے متعلق ہوتا ہے۔ جنایت فی النفس کی انتہا جان بوجھ کر کسی جان کو تلف کرنا ہے اور یہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے)۔

شرعی اصطلاح میں " جنایت" سے مراد مجرمانہ فعل ہے' خواہ نفس میں ہو یا مال میں فقہاء کے نزدیک جنایت کی دو صورتیں ہیں:

۱۔جنایت نفس یعنی جان کو ہلاک کر دینا۔

۲۔جنایت اطراف یعنی ہاتھ' پاؤں' ناک ' کان آنکھ کو زخمی یا ضائع کر دینا۔

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے ولیم لین کا بیان کردہ تعریف جنایہ ذکر کیا ہے:

" Jinay Primarily means the act of gathering, plucking or taking from a tree, fruit. It generally signifies crime, and offence, or an injurious action for which one should be punished; or an action that a man commits requiring punishment or retaliation to be inflicted upon him to the present world or in the world to com.[12]

لغوی لحاظ سے جنایہ کا مطلب ہے اکھٹا کرنا یا توڑنا یا کسی درخت سے پھل توڑنا۔ عمومی طور پر اس سے مراد جرم ہے یا ایسا ضرر رساں فعل جس کی وجہ سے سزا دی جائے یا کسی ایسے فعل سے بھی اسے تعبیر کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے سزا دی جائے یا مدعاعلیہ پر قصاص واجب ہو جائے۔ یہ سزا اس دنیا بھی ہو سکتی اور اخروی دنیامیں بھی۔

ان تعریفات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ایک جرم بھی ٹارٹ کے زمرے میں آجاتا ہے اور اس کے ارتکاب سے فوجداری اور دیوانی مقدمات کئے جاسکتے ہیں، مثلاً کسی کی ہتک عزت۔ اس صورت میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعوی کیا جاسکتا ہے۔

ابن رشد (م ۵۹۵ھ) نے جنایہ کے اقسام یوں ذکر کیے ہیں: " والجنايات التي لها حدود مشروعة أربع جنايات على الأبدان والنفوس والأعضاء وهو المسمى قتلا وجرحا وجنايات على الفروج وهو المسمى زنا وسفاحا وجنايات على الأموال وهذه ما كان منها مأخوذا بحرب سمي حرابة "[13]۔ (جنایہ مثلاً قتل کر دینا، انسانی اعضاء کے خلاف ٹارٹ مثلاً جسم کاٹنا، ٹکڑے کرنا، ہتک عزت، زنا اور زنا بالجبر) ابن رشد نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جنایات بر جائیداد مثلاً غصب، چوری، ڈاکہ، دھوکہ دہی، بددیانتی اور غبن وغیرہ بھی جنایہ کے اقسام میں سے ہیں[14]۔

ابن نجیم (م ۹۷۰ھ) نے دوسروں کی تضحیک، غیبت اور اس قسم کے رذائل کو جنایہ میں شامل کیا ہے۔ اسقاط حمل جس کا قانونی جواز نہ ہو، وہ بھی ابن نجیم کے نزدیک قابل گرفت ہے اور جنین کو ہلاک کرنے کا تاوان مدعی یا مدعیہ کو ادا کرنا ہو گا[15]۔

علامہ کاسانی (م ۵۸۷ھ) نے جنایات کی دو اقسام تحریر کی ہیں: ۱۔ جنایات بر جائیداد، غصب اور اتلاف۔ ۲۔ انسانی جان سے متعلقہ جنایات[16]۔

سزا کے لحاظ سے جنایت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ جنایت مستوجب قصاص، یعنی ایسی جنایت جس کی پاداش میں قصاص نافذ ہوتا ہے۔ جنایت مستوجب کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ ایسی جنایت جو نفس میں ہو، مثلاً قتل عمد۔ ۲۔ جنایت کی دوسری صورت وہ ہے جس میں قصاص نافذ نہیں ہوتا اور اس میں دیت، ضمان یا ارش کی سزا دی جاتی ہے۔

یہ واضح رہے کہ پاکستان میں فوجداری جرائم کے لیے " مجموعہ تعزیرات پاکستان" (Pakistan Penal Code) نافذ العمل ہے۔ موجودہ وقت میں اس قانون میں قتل کے متعلقہ دفعات میں " قصاص و دیت ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے ترمیم کر کے اسے اسلامی قانون کے مطابق بنایا گیا ہے۔ اس قانون میں جنایت نفس (جنایت عمد) کی سزا قصاص مقرر کی گئی ہے۔

فقہی اسلامی میں جنایت نفس یا جنایت اطراف کے ضمن میں قصاص کے علاوہ جو سزائیں دی جاسکتی ہے۔ جو رقم کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ ہیں: ا۔ دیت ' خون بہا '۲۔ ضمان '۳' ارش۔

سر عبد الرحیم (م ۱۹۵۲ء) ذکر کرتے ہیں کہ " ٹارٹ کے لیے عربی میں عام طور پر " جنایت " کا لفظ مستعمل ہے ' مگر اس لفظ کا استعمال زیادہ تر فقہاء کی اصطلاح میں ان جروح سے متعلق ہوتا ہے جو خلاف احکام جسم انسانی کو پہنچائی جائیں ' خواہ ایسی جراحات موت یا ضرر شدید کا باعث ہوئی ہوں ' یا صرف چوٹ لگی ہو ' جنایات متعلقہ جائیداد از قسم " غصب " یا " تلف نقصان " کے ہوسکتے ہیں۔ "[17]۔

جرم اور ٹارٹ میں فرق:

جرم معاشرہ کی اجتماعی حقوق میں مداخلت بے جا ہے۔ اس کے برے اثرات صرف ایک شخص پر نہیں بلکہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ جرم کی صورت میں ملزم کو قید و بند و جرمانہ کی سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ مجرم پر مقدمہ چلانا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ مجرمانہ افعال مضروب یا اس کے لواحقین معاف نہیں کرسکتے۔ جرم میں صرف فوجداری عدالت ہی میں مقدمہ دائر ہوسکتا ہے۔ جرم کی ہر صورت میں عمومی حق میں مداخلت تصور کی جاتی ہے۔ اس لئے مقدمہ یا استغاثہ مستغیث کی صوابدید پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔ ٹارٹ ایک فرد کی خانگی حقوق پر حملہ ہوتا ہے سارا معاشرہ اس کے برے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ ٹارٹ مدعا علیہ جس فعل بے جا کا ارتکاب کرتا ہے ہرجانہ یا تاوان ادا کر بچ جاتا ہے۔ ٹارٹ میں مدعی خود مقدمہ دائر کرتا ہے اور راضی نامہ بھی ممکن ہے۔ حملہ کی صورت میں یا باقی چند صورتوں میں مقدمہ چلانے کا بھی حق ہوتا ہے۔ مدعی ازالہ حیثیت عرفی کی صورت میں دیوانی دعوی بھی دائر کرسکتا ہے۔ اسی طرح ساتھ ساتھ فوجداری کاروائی بھی کی جاسکتی ہے۔ جرم کی ایک تعریف یہ بھی بیان کی ہے: " جرم ایک ایسا فعل ہے جس کے ارتکاب پر مجرم کو حکومت سزا دیتی ہے "[18]۔

اسی طرح ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے جرم کی ایک تعریف یہ نقل کی ہے: " جرم سے مراد ایسے فعل کا ارتکاب یا اس فعل کا ترک کر دینا ہے جس سے احکام شریعت کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور جس کی وجہ سے سزا مقرر ہوتی ہے"[19]۔ ٹارٹ عمومی حق کی خلاف ورزی ہے جس سے سارا معاشرہ متاثر ہوتا ہے لیکن خلاف ورزی معاہدہ کسی شخص یا ذاتی نوعیت کے حق کی خلاف ورزی ہے' معاشرہ کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ٹارٹ عام معاشرے کا محافظ ہے۔

جرم خطاء بہ خلاف عوام ہوتی ہے۔ اس میں معاشرہ کے اجتماعی حقوق کو پامال کیا جاتا ہے۔ جب کہ ٹارٹ نجی خطاء ہوتی ہے اس میں فرد کے وہ حقوق پامال کیے جاتے ہیں جو اسے پوری دنیا کے خلاف حاصل ہوتے ہیں۔

جو فرق ان دونوں قانونی اقسام کی خلاف ورزیوں یعنی جنایت اور جرم میں ہے وہ بعض حالتوں میں نہایت خفی ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء کرام بعض معاملات میں حقوق عامہ اور شخصی حقوق کو ایک جگہ ملاتے ہیں۔

جنایت اور ٹارٹ میں فرق:

عام طور پر ٹارٹ کا ترجمہ " جنایت" کیا جاتا ہے لیکن تعریفات اور نتیجہ کے لحاظ سے دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ ٹارٹ ایک دیوانی خطاء Civil Wrong ہے لیکن جنایت میں چونکہ قتل اور ضرر اطراف بھی شامل ہیں اس لیے پاکستانی قانون میں انہیں فوجداری جرائم میں شامل کیا گیا ہے۔ ٹارٹ کے ضمن میں دادرسی حاصل کرنے کے لیے دیوانی عدالت سے رجوع کرنا پڑتا ہے جب کہ جنایت کے ضمن میں پاکستان میں فوجداری عدالت میں مقدمہ دائر کرنا پڑتا ہے۔ ٹارٹ میں صرف مضرت کی بناپر نالش دائر کی جاسکتی ہے قتل اور جسمانی ضرر کے سلسلہ میں ٹارٹ کے قانون کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جنایت کے ضمن میں قتل اور جسمانی ضرر پر فوجداری عدالت میں مقدمہ دائر کیا جاتا ہے۔ ٹارٹ میں صرف ہرجانہ دلایا جاتا ہے جو رقم کی صورت میں ہوتا ہے۔ جنایات کے تحت آنے والے تمام افعال بے جا کے ضمن میں ضروری نہیں کہ جرمانہ دلایا جائے۔ صرف چند مخصوص صورتوں میں متاثرہ فریق کی دادرسی رقم مثلاً دیت' ارش یا ضمان کی صورت میں کی جاتی ہے اور یہ وہ صورتیں ہیں جو ٹارٹ کی مروجہ تعریف پر پوری نہیں اترتیں مثلاً قتل جس میں دیت دلائی جاتی ہے دیوانی خطاء نہیں بلکہ فوجداری جرم ہے۔

ٹارٹ میں دادرسی قانون عامہ Common Law کے تحت حاصل کی جاتی ہے جب کہ جنایت کی صورت میں دادرسی قرآن و سنت یعنی فقہ اسلامی کی روشنی میں حاصل کی جاتی ہے۔ پاکستانی قانون میں ایسی دادرسی "مجموعہ تعزیرات پاکستان" کے تحت حاصل کی جاتی ہے[20]۔

ٹارٹ میں فعل بے جا کے مرتکب کو سزا دینے کا مقصد معاشرہ فریق کا نقصان پورا کرنا اور معاشرہ میں امن و سکون برقرار رکھنا ہے۔ جب کہ جنایت میں سزا کا اولین مقصد احکام شریعت پر عمل کر کے اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ متاثرہ فریق کی دادرسی کرنا اور معاشرہ میں امن وامان بحال رکھنا ثانوی مقاصد ہیں۔

ٹارٹ میں نالش دائر کرنا یا نہ کرنا متاثرہ فریق کی صوابدید پر منحصر ہے لیکن جنایت میں عدالتی کاروائی ریاست کے نام سے کی جاتی ہے۔ ایک اسلامی ریاست پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کسی جنایت کے سرزد ہونے پر مجرم کے خلاف کاروائی کر کے عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرے۔

ٹارٹ کا قانون ایک لادینی قانونی ہے اور مختلف اوقات میں مختلف دانشوروں، ججوں اور مصنفوں کے ذہن کی پیداوار ہے اور اس کے بعض اصول انصاف کے تقاضوں پر پورے نہیں اترتے۔ اس کے برعکس "جنایت" کے اصول اسلامی قانون سے ماخوذ ہیں۔ دوسروں لفظوں میں اسلامی قانون اللہ اور رسول کا بنایا ہوا قانون ہے جو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور چونکہ عام انسانوں کا وضع کردہ نہیں اس لیے اغلاط سے مبرا ہے۔

ٹارٹ میں صرف مضرت کی بنا پر نالش دائر کی جاسکتی ہے قتل اور جسمانی ضرر کے سلسلہ میں ٹارٹ کے قانون کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس جنایت کے ضمن میں قتل اور جسمانی ضرر پر فوجداری عدالت میں مقدمہ دائر کیا جاتا ہے۔

ٹارٹ میں صرف ہرجانہ دلایا جاتاہے جو رقم کی صورت میں ہوتا ہے لیکن جنایت کے تحت آنے والے تمام افعال بے جا کے ضمن میں ضروری نہیں کہ جرمانہ دلایا جائے۔ صرف چند مخصوص صورتوں میں متاثرہ فریق کی دادرسی رقم مثلاً دیت، ارش یا ضمان کی صورت میں کی جاتی ہے اور یہ وہ صورتیں ہیں جو ٹارٹ کی مروجہ تعریف پر پوری نہیں اترتیں۔ مثلاً قتل جس میں دیت دلائی جاتی ہے دیوانی خطاء نہیں بلکہ فوجداری جرم ہے۔

اسلامی قانون میں ٹارٹ:

قرآن کریم جملہ علوم کا سرچشمہ ہے قانون ٹارٹ پر متعدد آیات ہیں بعینہ حضور اکرم ﷺ نے احکام شریعت کی تفسیر اور تشریح فرمائی۔ قرآن حکیم اور حدیث قانون ٹارٹ کے سرچشمے ہیں۔ اور فقہ اسلامی کے ماخذ میں قرآن حکیم , سنت, اجماع, قیاس, استدلال, مصالحہ , استحسان او راجتہاد ہیں جو کہ عیسائیت اوررومی قوانین سے قطعی طور پر مختلف ہیں۔جنایت کے قانون کے سلسلے میں فقہ کی قدیم کتب میں جگہ جگہ اصطلاحات کی صورت میں پھیلا ہوا ہے۔ مثلاً, کتاب الاجارات, کتاب الجنایات, کتاب الودیعہ, کتاب القصاص والدیات, عاریہ, کتاب الخراج, کتاب الجہاد وغیرہ کے ابواب کے تحت موجود ہیں۔

جنایات کی اقسام: فقہاء نے جنایات کی مختلف اقسام ذکر کیے ہیں:

ا۔ جنایات بر جائیداد: کسی شخص کی زمین یا جائیداد پر بغیر اجازت یا بغیر کسی قانونی جواز کے داخل ہونے یا کسی غیر منقولہ جائیداد کے قابض شخص کے قبضے میں براہ راست یا بالواسطہ مداخلت کرنا قانوناً مداخلت بے جا ہے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: " إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَـذَا "[21]۔(بلاشبہ تمہاری جان ومال اور آبرو ایک دوسرے کے لیے اسی طرح محترم ہے جس طرح آج کا یہ دن اس مکرم شہر اور ماہ میں)۔

باطل طریقے سے مال کھانے کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ "[22]۔اسی آیت کے ضمن میں ابن رشد بیان کرتے ہیں کہ اسی طرح چوری, دھوکہ دہی اور کسی سے زبردستی مال چھیننا سب منع ہے [23]۔ اور فتاوی حمایہ میں تو اس حد تک درج ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی زمین میں قبر بنادے اور اجازت نہ لے تو مالک کو حق ہے کہ وہ متوفی کے ورثاء کو کہے کہ وہ میت کو باہر نکالیں [24]۔

علامہ سرخسی نے غصب لکھا ہے کہ غصب سے مراد کسی سے مال زبردستی طور چھیننے کے ہیں یا کسی دوسرے کی جائیداد پر زبردستی قبضہ کرنا [25]۔

اتلاف کا معنی تلف کرنے کی ہیں, مال کو بے جا طور پر تلف کر دیا جائے یا اس کی صورت بگاڑ دی جائے تو یہ بھی مال میں تصرف بے جا ہو گا۔

استیذان: اذن سے ہے جس کے معنی اجازت ہیں اور اجازت طلب کرنے کو استیذان کہتے ہیں[26]۔

قانون ٹارٹ میں اس کا مطلب ہے: ''Privacy is the state of being let alone''[27] یعنی خلوت یا تخلیہ علیحدگی میں رہنے کی حالت ہے۔ قرآن کریم میں اس سلسلے میں ارشاد ہے: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ''[28]۔(اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجات حاصل نہ کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو, تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تا کہ تم خیال رکھو)۔

اور اس ضمن میں آپ ﷺ کی حدیث شریف ہے: '' مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ أَخِيهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ ''[29]۔ جس نے اپنے بھائی کے خط کے مندرجات کو بلا اجازت دیکھا گویا اس نے آگ میں جھانکا۔

سید قطب (م۱۹۶۷ء) نے ذکر کیا ہے:'' اسلام نے استیذان کے قانون کے تحت تخلیہ کی بڑی حفاظت کی ہے[30]۔ کسی کے گھر بغیر اجازت داخلہ منع ہے۔ کسی کے خط کو بغیر اجازت پڑھنا منع ہے۔

لقطہ: لقطہ کے معنی کسی چیز کے لینے اور اٹھانے کے ہیں اسی سے لقطہ ہے فقہ کی اصطلاح میں لقطہ کسی شخص کا وہ کھویا ہوا مال ہے جسے کوئی اور شخص اٹھالے یعنی'' المال الضائع من ربه يلتقطه[31] '' لقط حیوان بھی ہو سکتا ہے جیسے گمشدہ اونٹنی, گائے, بکری وغیرہ اور کوئی دوسرا مال بھی ہو سکتا ہے, جیسے سونا چاندی وغیرہ۔ یہ سامان کسی دوسرے شخص کو مل جائے تو وہ اس کا مالک نہیں بن سکتا ہے بلکہ وہ اس کو امانت کے طور پر مالک کو دے گا۔ قانون ٹارٹ میں تو یہ معیار نہیں, وہاں سامان پانے والا مالک بن جاتا ہے۔

مجلہ الاحکام العدلیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص کو راستے میں کوئی چیز ملے یا کسی اور جگہ یہ چیز نظر آئے تو اس چیز کو حاصل کرنے والا اسے اگر اپنی ملکیت بنالے تو وہ غاصب ہے[32]۔

امر باعث تکلیف: اس سے مراد کسی دوسرے کو پریشان کرنے اور تکلیف پہنچانے والا امر ہے۔ اصطلاحی طور پر اس سے مراد ایسے افعال بے جاہیں جو مداخلت بے جا کی حد تک جا پہنچیں اور دوسرے صاحب جائیداد افراد کے لیے اپنی جائداد کے استعمال میں بے جا طور پر تکلیف یا پریشانی کا سبب بن جائے۔ مثال کے طور پر

گنجان آبادی والے علاقے میں کوئی فیکٹری لگا دینا جس کی آواز اور دھوئیں سے لوگ بیزار اور پریشان ہوں۔
اس کی دو قسمیں ہیں اول عام اور دوم خاص۔

اول عام: اس میں ایسے افعال بے جا آتے ہیں جو سارے علاقے کے لیے باعث پریشانی ہوں, ذہنی, مالی اور جسمانی تکلیف کا سبب بنیں, جیسے جواء خانہ کھول دینا جس سے اہل محلہ پریشان ہوں۔ یہاں سد باب کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہ بھی قانون ٹارٹ میں آتا ہے۔

دوم: یہ کہ کوئی شخص اپنی جائیداد کا ناجائز اور غیر قانونی استعمال کرے جس کی وجہ سے دوسرا شخص اپنی جائیداد کے استعمال میں تکلیف, پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے مثلاً ریڈیو یا ٹیلی وزن کی بلند آواز سے پڑوسیوں کو پریشان کرنا, یا کسی کو بار بار تنگ کرنے کے لیے ٹیلی فون کرنا ایسی شاہراہ عام پر حدیث میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے جہاں پر لوگوں کی گزر گاہ ہو اور ان کے بیٹھنے سے ان کو تکلیف ہو۔ "**إِيَّـــــاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ**" [33]۔ یعنی تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ اور فقہ اسلامی میں عام راستوں کے حوادث کے بارے میں بہت زیادہ مواد موجود ہے۔ مثلاً گلی کوچوں میں بیت الخلا بنانا, عام راستہ میں چھجہ یا پرنالہ نکالنا, راستہ میں پانی ڈال دینا جس سے کوئی پھسل جائے, راستہ میں کنواں کھودنا, راستے میں دیوار وغیرہ کے حوادث, اس قانون کے تحت مدعی علیہ سے تاوان لیا جاسکتا ہے [34]۔

۲۔ قانون قصاص ودیت:

فقہ اسلامی میں یہ قانون ٹارٹ کہلاتا ہے: جیسا کہ یہ تعریف ہے:

"Offences against the person from physical assault to homicide were placed by Shariat Law in the category of private wrongs, or torts, rather than public wrongs or crimes"[35]

جہاں تک انسانی جان کے خلاف جرائم کا تعلق ہے چاہے وہ جسمانی حملہ ہو یا قتل وغیرہ, شریعت میں وہ ٹارٹ ہیں نہ کہ عوامی خطائیں یا جرائم۔ قتل فقہ میں ٹارٹ شمار ہوتا ہے اور قتل کی تین قسمیں ذکر ہیں: قتل عمد, کسی کو جان بوجھ کر قتل کر دینا, قتل شبہ عمد, اور قتل خطاء, غلطی سے قتل کرنا۔

امام سرخسی (۴۸۳ھ) نے لکھا ہے: " اعْلَمْ بِأَنَّ الْقَتْلَ بِغَيْرِ حَقٍّ مِنْ أَعْظَمِ الْجِنَايَـــاتِ "[36]۔ (تو جان لے کہ قتل بغیر کسی قانونی جواز اور حق کے, عظیم جنایات میں سے ہے)۔ قتل عمد کی سزا قصاص ہے قتل خطا کی صورت میں سزا قصاص نہیں بلکہ تعزیر ہے یہ امام ابن حزم کا مذہب ہے مثال کے طور پر کسی کو غلطی سے پتھر مارنا اور اس شخص کا مر جانا[37]۔

قتل خطاء میں جو سزا ہے وہ دیت ہے جو قرآن کریم کی اس آیت سے واضح ہے: " وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَــأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا "[38]۔(اور جو شخص کسی مؤمن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مؤمن کو غلامی سے آزاد کرے اور مقتول کے وارثین کو خون بہادے یا وہ معاف کر دیں)۔

ٹارٹ کے قانون کی طرح یہاں شبہ عمد قتل کا ہے کسی کی غفلت سے کوئی قتل ہو سکتا ہے یعنی اگر کوئی شخص کنواں کھودے اور اس میں کوئی گر پڑے جب کہ کنواں کی دیواریں نہ ہوں اور نہ خبر دار کیا گیا ہو اس میں بھی دیت ہے۔

ڈاکٹرز کے خطاء: اس سے مراد یہ ہے اگر کوئی ڈاکٹر ڈیوٹی غفلت سے سر انجام دے اور اس غفلت کی وجہ سے مریض کی جان ضائع ہو جائے یا کوئی اور جسمانی نقصان پہنچے تو اس صورت میں ڈاکٹر ذمہ دار ہے۔ امام ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق ڈاکٹر کے خلاف دعوی قانون ٹارٹ کے تحت نہیں ہو سکتا۔ یہاں پر امام مالک کے نزدیک ڈاکٹر صرف اس صورت میں ذمہ دار ہے اگر وہ دیدہ دانستہ غفلت برتے[39]۔ البتہ ابن قدامہ کے نزدیک اگر ڈاکٹر قصداً کسی کی موت اپنی غفلت سے واقع کرے تو اس پر قصاص واجب ہے۔" القصــــاص من الخارج إذا مات المجروح تحت العلاج "[40]۔ آپریشنز میں مریض سے اجازت یا ورثاء سے سرٹیفکیٹ پر اجازت کا رواج برطانیہ میں بہت بعد میں شروع ہوا ہے جب کہ اس کا تصور ائمہ اربعہ نے کافی پہلے دیا ہے۔ فقہ اسلامی میں طبیب یا سرجن کے خلاف غفلت کا دعوی ہو سکتا ہے جیسا کہ مجلہ الاحکام العدلیہ میں ہے کہ ان ڈاکٹروں کو علاج کرنے سے روکا جائے جو عوام الناس کے لئے خطرے کا موجب ہیں۔ حدیث میں ہے " مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْرَفْ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ "[41]۔

حبس بے جا: حبس بے جا سے مراد کسی شخص کی نقل و حرکت پر غیر قانونی پابندی ہے ۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے: " **لاَ وَاللَّهِ لاَ يُؤْسَــرُ رَجُــلٌ فِــي الإِسْــلاَمِ بِغَيْــرِ الْعُدُولِ** "[42]۔ اسلام میں کوئی شخص بغیر کسی قانونی جواز کے قید نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں بھی حبس بے جا کا ذکر کیا ہے[43]۔

عزت ہتک کا قانون: کسی شخص کا دوسرے شخص کے بارے میں ایسا فعل بے جا جس سے اس کی نیک نامی متاثر ہوتی ہو, ہتک عزت کہلاتا ہے۔ کسی کو چور, شرابی, اور بد دیانت کہنا بھی قابل تعزیر ہے۔ حدیث میں

ہے" اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ, قَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلاَتِ الْمُؤْمِنَـــاتِ "[44]۔اس بات کا اعتراف خود اہل مغرب نے کیا ہے: اسلام میں تحفظ عزت کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے[45]۔اس بارے میں امام مالک نے کنایہ توہین کے لیے باقاعدہ التعریض کا لفظ استعمال کیا۔ امام غزالی(م۵۰۵ھ) قانون ہتک عزت پر بحث کی اور غیبت, دل آزاری, کنایہ توہین اور زبانی اور تحریری ہتک عزت منع فرمایا ہے[46]۔

دھوکہ دہی : فقہ میں دھوکہ سے مراد ایسے افعال ہیں جو مدعا علیہ یا اس کے کارندے اس نیت سے انجام دیں کہ دوسرے فریق یا اس کے کارندے کو دھوکہ دے یا اس قسم کے معاہدہ میں شمولیت کی ترغیب دے۔ سورۃ المطففین میں ارشاد ربانی ہے " وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ "[47]۔یعنی بربادی ہے ان کے لیے جو دھوکہ دہی کرتے ہیں, دھوکہ دہی سے منع کرنے کے احکام قرآن کریم کے متعدد آیات میں ہیں۔ فقہ میں دھوکہ دہی کا متبادل لفظ غرر یا تغریر ہے۔ مرغینانی نے لکھا ہے کہ مدعی ان مقدمات میں باقاعدہ معاوضہ بھی وصول کرسکتا ہے[48]۔

ٹارٹ اور جنایت میں مماثلت:

ٹارٹ اور جنایت دو مختلف چیزیں ہیں, تاہم جنایت اور ٹارٹ میں کچھ مماثلت بھی پائی جاتی ہے۔ ضرر کی صورت میں ٹارٹ کی طرح نقصان کا معاوضہ رقم کی صورت میں دلایا جاتا ہے۔ مثلاً شرعی قانون کے بموجب قتل کا خون بہا دلانا ٹارٹ کے قانون کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ اس طرح حرجانے اور تاوان کی نہ جانے کتنی شکلیں قانون میں پائی جاتی ہیں۔ وہ عام طور پر فقہ اسلامی میں موجود ہے۔

خلاصہ و تجاویز:

اس بحث سے یہ معلوم ہوا کہ قانون ٹارٹ مکمل طور پر فقہ اسلامی میں موجود ہے لیکن قدیم اصطلاحات میں ہے اور کتب فتاوی میں جگہ جگہ بکھرا ہوا ہے۔ مغرب میں اس قانون کا کچھ عرصہ ہوا ہے جنم لیا ہے, فقہ اسلامی میں یہ اصطلاحات ایک ہزار برس سے زائد عرصہ سے استعمال ہو رہے ہیں۔

قانون قصاص و دیت یہ قانون کا اہم ترین حصہ, اس قانون کا با قاعدہ اطلاق ناگزیر ہے۔ استیذان کا قانون کتنا موثر قانون ہے, لوگ ٹیلیفون سے دوسروں کی نیندیں حرام کرتے ہیں, دل آزاری کرتے ہیں, اخبارات میں لوگوں کی پگڑی ناحق اچھالی جاتی ہے, اگر کوئی زنا بالجبر کا یا اس قسم کا کوئی واقع رونما ہو جائے تو پورے ملک میں اسے اچھالا جاتا ہے, ایسی خبروں پر پابندی صرف قانون ٹارٹ ہی لگا سکتا ہے۔ قذف کا قانون رائج ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کا قانون ہتک عزت لاگو کیا جائے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں ڈاکٹر صاحبان بعض اوقات مریضوں کی جان خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ ان کی غفلت سے ہزاروں جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں قانون ٹارٹ ہی تحفظ فراہم کر سکتا ہے۔ غفلت کا اسلامی قانون نافذ کرنے سے حالات سدھر سکتے ہیں۔

قرآن حکیم کا دیا ہوا قانون ٹارٹ جس کی تشریح حضور ﷺ نے فرمادی تھی, ہر لحاظ سے مکمل ہے یہ قانون انتہائی جامع, مستند اور قابل نفاذ ہے۔ وکلاء اور ماہرین قانون کا ایک طبقہ موجود ہے جو انگریزی قانون سے تو واقف ہیں لیکن فقہی کتب تک ان کی رسائی نہیں ہے, اور نہ ہی اس ضمن میں اجتہاد کیا گیا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ فقہ اسلامی کو جدید دور میں جدید انداز میں پیش کیا جائے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] Oxford Dictionary (oxford Press 1978) p 321.

[2] Winfield & Jolowicz, Tort, Sweet an Maxwell, London 1975, p 11.

[3] تنزیل الرحمٰن، جسٹس، ڈاکٹر، قانونی لغت، (پی ایل ڈی، پبلشرز، ۳۵ لاہور، ۲۰۰۳)، ص ۴۸۴۔

[4] Salmon & Heuston, Law of Torts, Sweet and Maxwell, London, 1981, p.11

[5] Bukhari, Tanveer, Law of Tort . p 2

[6] فریڈرک پولاک ایک انگریز, ماہر قانون دان تھا اور انگلش قانون میں ماہر تصور کیا جاتا تھا۔ آپ کا اکثر کام قانون کے بارے میں ہے۔ ۱۹۳۷ء میں انتقال ہوا۔ مشہور تصنیف قانون ٹارٹ ہے۔

[7] Law of Tort (1887) P 4

[8] Winfield and Jolowicz, Tort, Sweet and Maxwell, London, 1975, p. 11.

[9] دستور العلماء ۱/ ۴۱۷۔

[10] الزبیدی، محمد بن محمد الحسینی المرتضی: تاج العروس، (دار الکتب العلمیۃ بیروت) مادۃ ''جنی''۔

[11] سرخسی، شمس الدین ابوبکر: المبسوط (دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان ط ا، ۲۰۰۰ء) ۲۷ / ۱۲۲۔

[12] Edward William Lane, Arabic English Lexicon, Book 1, Part 2' Islamic Book Centre, Lahore, 1978, p 472 بحوالہ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور۔ ص ۳۔

[13] ابن رشد: بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد (مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، مصر ط/ ۴، 1395ھ-1975م)، ۲/ ۳۹۴۔

[14] حوالہ مذکور

[15] ابن نجیم: بحر الرائق، (مطبعۃ قاہرہ) ۸/ ۳۸٦۔

[16] الکاسانی، بدائع الصنائع، اردو ترجمہ ڈاکٹر محمود الحسن، (مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور ط/ ۲، ۱۹۹۷ء) ۷/ ۵۳٦۔

[17] Sir Abdul Rahim, " Muhammadan Jurisprudence' All Pakistan Legal Decisions, Lahore, 1977, P. 352.

[18] Cross and Jones, Introduction to criminal Law, Butterworths, London, 1968 P.9

[19] نیازی، لیاقت علی: اسلام میں قانون ٹارٹ کا تصور ص ۸۔

[20] خلاصہ کلام محمد اقبال صدیق، The Penal Law of Islam, Kazi Publication, Lahore, 1979, P.1

[21] صحیح مسلم، ۴/ ۳۹؛ حدیث نمبر ۳۰۰۹۔

[22] النساء: ۲۹۔

[23] ابن رشد: بدایۃ المجتہد، اردو ترجمہ، لاہور۔ ۲/ ۳۳۔

[24] فتاوی حمایہ، المعارف پبلیکشز لاہور، ۳/ ۳۴

[25] سرخسی، المبسوط، دار معرفۃ، بمصر ۱۱/ ۷۹۔

[26] رحمانی، خالد سیف اللہ، قاموس الفقہ (زمزم پبلشرز نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی) ۲/ ۷۱۔

[27] Hepple and Matthews, Torts, Cases and Materials, Butterworth's, London, 1974, P 570-573

[28] النور ۲۷۔

[29] سنن ابو داؤد، ۱/ ۵۵۲، حدیث نمبر ۱۴۸۷۔

[30] سید قطب، فی ظلال القرآن، دار العربیۃ بیوت، ۸/ ۸۷۔

[31] الکاسانی، بدائع الصنائع ٦/ ۲۰۰۔

[32] مجلّہ الاحکام العدلیہ، اردو ترجمہ، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، مادہ ۷٦۹۔

[33] صحیح مسلم، ۷/ ۲، حدیث نمبر ۵۷۷۴۔

[34] فتاوی عالمگیری، ۴/ ۱۰٦۔

[35] Noel J. Coulson , Conflicts and tensions in Islamic Jurisprudence, University of Chichago Press, USA 1969, p.72.

[36] سرخسی: المبسوط، کتاب الدیات، ۱۱/ ۵۸

[37] ابن حزم، المحلی، (دار الکتب العلمیۃ بیروت)، ۷/ ۴۱۷۔

[38] النساء ۹۲۔

[39] نووی، منہاج الطالبین، (دار الفکر بیروت) ۱/ ۴۵۔

[40] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد المقدسی: المغنی، (دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ) کتاب الجراح، ۹/ ۳۸۲۔

[41] الحاکم محمد بن عبداللہ ابو عبداللہ النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، (دار الکتب العلمیۃ۔بیروت، ۱۹۹۰ء) کتاب الطب، ۴/ ۲۳۶، حدیث نمبر ۷۴۸۴۔

[42] البیہقی، السنن الکبری، ۱۰/ ۱۶۶؛ حدیث نمبر ۲۰۴۱۸۔

[43] ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۱۰۷۔

[44] صحیح مسلم، ۱/ ۶۴، حدیث نمبر ۲۷۲۔

[45] M. Sharif Bassioni, the Islamic Criminal Justice New York , 1982, P. 19.

[46] غزالی، ابو حامد، احیاء علوم الدین، اردو ترجمہ، (دار الاشاعت کراچی)، ۳/ ۸۰۔

[47] المطففین: ۱۔

[48] مرغینانی، کتاب الہدایۃ، ۲/ ۴۳۔